

تھامے رہو۔ وہ امان جو اٹھالی گئی وہ رسول اللہ ﷺ تھے، اور وہ امان جو باقی ہے وہ توبہ و استغفار ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا: ”اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں کرے گا جب تک تم ان میں موجود ہو (اور) اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں اتارے گا، جب کہ یہ لوگ توبہ و استغفار کر رہے ہوں گے۔“

سید رضیؒ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: یہ بہترین استخراج اور عمدہ نکتہ آفرینی ہے۔

(۸۹)

جس نے اپنے اور اللہ کے مابین معاملات کو ٹھیک رکھا تو اللہ اس کے اور لوگوں کے معاملات سلجھائے رکھے گا، اور جس نے اپنی آخرت کو سنوار لیا تو خدا اس کی دنیا بھی سنوار دے گا، اور جو خود اپنے آپ کو وعظ و پند کر لے تو اللہ کی طرف سے اس کی حفاظت ہوتی رہے گی۔

(۹۰)

پورا عالم ودانا وہ ہے جو لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس اور اس کی طرف سے حاصل ہونے والی آسائش و راحت سے ناامید نہ کرے اور نہ انہیں اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن کر دے۔

(۹۱)

یہ دل بھی اسی طرح اکتا جاتے ہیں جس طرح بدن اکتا جاتے ہیں، لہذا (جب ایسا ہو تو) ان کیلئے لطیف حکیمانہ نکات تلاش کرو۔

(۹۲)

وہ علم بہت بے قدر و قیمت ہے جو زبان تک رہ جائے، اور وہ علم بہت بلند مرتبہ ہے جو اعضا و جوارح سے نمودار ہو۔

فَتَمَسَّكُوا بِهِ: أَمَّا الْأَمَانُ الَّذِي رُفِعَ فَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. وَ أَمَّا الْأَمَانُ الْبَاقِي فَالِاسْتِغْفَارُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيهِمْ ۗ وَ مَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هَذَا مِنْ مَّكَاسِينِ الْإِسْتِخْرَاجِ وَ لَطَائِفِ الْإِسْتِثْبَاتِ.

(۸۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ أَصْلَحَ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اللَّهِ أَصْلَحَ اللَّهُ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ النَّاسِ، وَ مَنْ أَصْلَحَ أَمْرَ آخِرَتِهِ أَصْلَحَ اللَّهُ لَهُ أَمْرَ دُنْيَاةً، وَ مَنْ كَانَ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ وَاعِظٌ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ.

(۹۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْفَقِيهَ كُلُّ الْفَقِيهَ مَنْ لَمْ يُقْتِطِ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، وَ لَمْ يُؤْيِسْهُمْ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ، وَ لَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ.

(۹۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْأَبْدَانُ، فَابْتَغُوا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكْمِ.

(۹۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَوْضَعُ الْعِلْمِ مَا وَقَفَ عَلَى اللِّسَانِ، وَ أَرْفَعُهُ مَا ظَهَرَ فِي الْجَوَارِحِ وَ الْأَرْكَانِ.

(۹۳)

تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ: ”اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ و آزمائش سے پناہ چاہتا ہوں۔“ اس لئے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو فتنہ کی لپیٹ میں نہ ہو، بلکہ جو پناہ مانگے وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے، کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے: ”اور اس بات کو جانے رہو کہ تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے۔“ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ لوگوں کو مال اور اولاد کے ذریعے آزماتا ہے، تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ کون اپنی روزی پرچیں بچیں ہے اور کون اپنی قسمت پر شاکر ہے۔ اگرچہ اللہ سبحانہ ان کو اتنا جانتا ہے کہ وہ خود بھی اپنے کو اتنا نہیں جانتے، لیکن یہ آزمائش اس لئے ہے کہ وہ افعال سامنے آئیں جن سے ثواب و عذاب کا استحقاق پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض اولاد زینہ کو چاہتے ہیں اور لڑکیوں سے کبیدہ خاطر ہوتے ہیں اور بعض مال بڑھانے کو پسند کرتے ہیں اور بعض شکستہ حالی کو برا سمجھتے ہیں۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ: یہ ان عجیب و غریب باتوں میں سے ہے جو تفسیر کے سلسلہ میں آپ سے وارد ہوئی ہیں۔

(۹۴)

آپ سے دریافت کیا گیا کہ نیکی کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ: نیکی یہ نہیں کہ تمہارے مال و اولاد میں فراوانی ہو جائے، بلکہ خوبی یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ اور حلم بڑا ہو، اور تم اپنے پروردگار کی عبادت پر ناز کر سکو۔ اب اگر اچھا کام کرو تو اللہ کا شکر بجلاؤ اور اگر کسی برائی کا ارتکاب کرو تو توبہ و استغفار کرو۔ اور دنیا میں صرف دو شخصوں کیلئے بھلائی ہے: ایک وہ جو گناہ کرے تو توبہ سے اس کی تلافی کرے، اور دوسرا وہ

(۹۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ، لِأَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ مُشْتَبِهٌ عَلَى فِتْنَةٍ، وَ لَكِنَّ مَنِ اسْتَعَاذَ فَلَيْسَتْ عُدَّةٌ مِنْ مُضَلَّاتِ الْفِتَنِ، فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾، وَ مَعْنَى ذَلِكَ أَنَّهُ يَخْتَبِرُهُمْ بِالْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ لِيَتَّبِعِينَ السَّخِطَ لِرِزْقِهِ وَالرَّاضِيَ بِقِسْمِهِ، وَإِنْ كَانَ سُبْحَانَهُ أَعْلَمَ بِهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَ لَكِنَّ لِيَتَّظَهَرَ الْأَفْعَالُ الَّتِي بِهَا يُسْتَحَقُّ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ، لِأَنَّ بَعْضَهُمْ يُحِبُّ الدُّكُورَ وَ يَكْرَهُ الْإِنَاثَ، وَ بَعْضُهُمْ يُحِبُّ تَشْمِيرَ الْمَالِ وَ يَكْرَهُ إِثْلَامَ الْحَالِ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هَذَا مِنْ غَرِيبِ مَا سَمِعَ مِنْهُ فِي التَّفْسِيرِ.

(۹۴) وَ سُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَنِ الْخَيْرِ: مَا هُوَ؟ فَقَالَ: لَيْسَ الْخَيْرُ أَنْ يَكْثَرَ مَالُكَ وَ وَ لَدَاكَ، وَ لَكِنَّ الْخَيْرَ أَنْ يَكْثَرَ عِلْمُكَ، وَ أَنْ يَعْظَمَ حِلْمُكَ، وَ أَنْ تَبَاهِيَ النَّاسَ بِعِبَادَةِ رَبِّكَ، فَإِنْ أَحْسَنْتَ حَدِيثَ اللَّهِ، وَ إِنْ أَسَأْتَ اسْتَغْفَرَتِ اللَّهُ. وَ لَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لِوَجْهِينَ: رَجُلٌ أَذْنَبَ ذُنُوبًا فَهُوَ يَتَدَارَكُهَا

جو نیک کاموں میں تیر کام ہو۔

(۹۵)

جو عمل تقویٰ کے ساتھ انجام دیا جائے وہ تھوڑا نہیں سمجھا جاسکتا، اور مقبول ہونے والا عمل تھوڑا کیونکر ہو سکتا ہے؟۔

(۹۶)

انبیاء علیہم السلام سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کہ جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کا زیادہ علم رکھتے ہوں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

”ابراہیم سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو تھی جو ان کے فرمانبردار تھے اور اب اس نبی اور ایمان لانے والوں کو خصوصیت ہے۔“ پھر فرمایا:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے، اگر چہ ان سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو، اور ان کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے، اگر چہ نزدیکی قرابت رکھتا ہو۔

(۹۷)

ایک خارجی کے متعلق آپ نے سنا کہ وہ نماز شب پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو آپ نے فرمایا:

یقین کی حالت میں سونا شکر کی حالت میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

(۹۸)

جب کوئی حدیث سنو تو اسے عقل کے معیار پر پرکھ لو، صرف نقل الفاظ پر بس نہ کرو۔ کیونکہ علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں اور اس میں غور و فکر کرنے والے کم ہیں۔

بِالتَّوْبَةِ، وَرَجُلٌ يُسَارِعُ فِي الْخَيْرَاتِ.

(۹۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَقِلُّ عَمَلٌ مَعَ التَّقْوَى، وَكَيْفَ يَقِلُّ مَا يُتَقَبَّلُ؟.

(۹۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِالْأَنْبِيَاءِ أَعْلَمُهُمْ بِمَا جَاءُوا بِهِ. ثُمَّ تَلَا:

﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهُدَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾. ثُمَّ قَالَ:

إِنَّ وِلِيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ أَطَاعَ اللَّهَ وَإِنْ بَعَدَتْ لِحْمَتُهُ، وَإِنَّ عَدُوَّ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ عَصَى اللَّهَ وَإِنْ قَرَّبَتْ قَرَابَتَهُ.

(۹۷) وَقَدْ سَمِعَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رَجُلًا مِّنَ الْحُرُورِيَّةِ يَتَهَجَّدُ وَ يَقْرَأُ فَقَالَ:

نَوْمٌ عَلَى يَقِينٍ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاةٍ فِي شَكٍّ.

(۹۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِعْقِلُوا الْخَبَرَ إِذَا سَمِعْتُمُوهُ عَقْلَ رِعَايَةٍ لَا عَقْلَ رِوَايَةٍ، فَإِنَّ رِوَاةَ الْعِلْمِ كَثِيرٌ، وَ رِعَايَتُهُ قَلِيلٌ.

(۹۹)

ایک شخص کو ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ (ہم اللہ کے ہیں اور ہمیں اللہ کی طرف پلٹنا ہے) کہتے سنا تو فرمایا کہ: ہمارا یہ کہنا کہ ”ہم اللہ کے ہیں“ اس کی ملک ہونے کا اعتراف ہے اور یہ کہنا کہ ”ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے“، یہ اپنے لئے فنا کا اقرار ہے۔

(۱۰۰)

کچھ لوگوں نے آپ کے روبرو آپ کی مدح و ستائش کی تو فرمایا: اے اللہ! تو مجھے مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے اور ان لوگوں سے زیادہ اپنے نفس کو میں پہچانتا ہوں۔ اے خدا! جو ان لوگوں کا خیال ہے ہمیں اس سے بہتر قرار دے اور ان (لغزشوں) کو بخش دے جن کا انہیں علم نہیں۔

(۱۰۱)

حاجت روائی تین چیزوں کے بغیر پائیدار نہیں ہوتی: اسے چھوٹا سمجھا جائے تاکہ وہ بڑی قرار پائے، اسے چھپایا جائے تاکہ وہ خود بخود ظاہر ہو اور اس میں جلدی کی جائے تاکہ وہ خوشگوار ہو۔

(۱۰۲)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہی بارگاہوں میں مقرب ہوگا جو لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا ہو، اور وہی خوش مذاق سمجھا جائے گا جو فاسق و فاجر ہو، اور انصاف پسند کو کمزور و ناتواں سمجھا جائے گا، صدقہ کو لوگ خسارہ اور صلہ رحمی کو احسان سمجھیں گے، اور عبادت لوگوں پر تفوق جتلانے کیلئے ہوگی۔ ایسے زمانہ میں حکومت کا دار و مدار عورتوں کے مشورے، نوخیز لڑکوں کی کار فرمائی اور خواجہ سراؤں کی تدبیر و رائے پر ہوگا۔

(۹۹) وَ هَمَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رَجُلًا يَقُولُ: ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ قَوْلَنَا: ﴿إِنَّا لِلّٰهِ﴾ إِفْرَاءٌ عَلَى أَنْفُسِنَا بِأَنْفُسِنَا، وَ قَوْلَنَا: ﴿وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ إِفْرَاءٌ عَلَى أَنْفُسِنَا بِأَنْفُسِنَا.

(۱۰۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَمَدَحَهُ قَوْمٌ فِي وَجْهِهِ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَعْلَمُ بِي مِنْ نَفْسِي، وَ أَنَا أَعْلَمُ بِنَفْسِي مِنْهُمْ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا خَيْرًا مِّمَّا يَظُنُّونَ، وَ اغْفِرْ لَنَا مَا لَا يَعْلَمُونَ.

(۱۰۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَسْتَقِيمُ قَضَاءُ الْحَوَائِجِ إِلَّا بِثَلَاثٍ: بِاسْتِضْعَارِهَا لِتَعْظَمَ، وَ بِاسْتِكْتَامِهَا لِتَظْهَرَ، وَ بِتَعَجُّيلِهَا لِتَهْتَمُو.

(۱۰۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُقْرَبُ فِيهِ إِلَّا الْمَاحِلُ، وَ لَا يُظَرَّفُ فِيهِ إِلَّا الْفَاجِرُ، وَ لَا يُضَعَّفُ فِيهِ إِلَّا الْمُنْصِفُ، يَعْدُونَ الصَّدَقَةَ فِيهِ غُرْمًا، وَ صَلَةَ الرَّحِمِ مَنًّا، وَ الْعِبَادَةَ اسْتِطَالَةً عَلَى النَّاسِ، فَعِنْدَ ذَلِكَ يَكُونُ السُّلْطَانُ بِشُورَةِ النِّسَاءِ، وَ إِمَارَةَ الصِّبْيَانِ، وَ تَدْبِيرَ الْخِصْيَانِ.